سوال

(41) فوت شدہ روزوں کی قضا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ میں ایک سن رسیدہ ضعیف البدن کبیر السن شخص شعبان کے مہینہ میں بیمار ہو نصف شوال کے قریب انتقال کرگیا۔ بقیہ شعبان اور پورا رمضان اور نصف شوال ایسی علالت میں گذا کہ مذکور کے کبھی شفا ہونے کی امید نہیں ہوئی علالت اور انتہائی ضعف وناتوانی کی وجہ سے مریض مذکورہ رمضان کے روزہ نہ رکھ سکا۔ پس اب اس کے فوت شدہ روزوں کی قضا واجب ہے یا نہیں؟ اگر واجب ہے تو کیا اوس کی بیوہ اور اولاد ذکور واناث کچھ کچھ روزے تقسیم کر کے قضا کرسکتے ہیں؟ اور اگر قضا کے بجائے

کھانا کھلانا واجب ہے تو کس قدر اور کس کے ذمہ؟ اور اگر قضا اور کھانا کھلانا کچھ بھی واجب نہیں تو کیوں؟

جوشق بھی شرعا صحیح ہو براہ کرم مدلل بیان فرمائی جائے۔ جواب میں اجمال سے کام نہ لیا جائے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

قواعد شرعیہ کی روسے نہ قضا آتی ہے نہ کھانا بظاہر اس لئے کہ وجوب قضا کا وقت ملا نہیں تفسیر فتح البیان میں ہے: ای فعلیہ عدة ای فما حکم عدة اوفالواجب عدة من غیر ایام موضعہ وسفرہ والیہ ذہب الظاہر وبہ قال ابوہریرة کشف القناع (2/390) میں ہے کہ (ولاقضاء إن مات) من أخر القضاء لعذر لأنہ حق اللہ تعالی وجب بالشرع فسقط بموت من وجب علیہ قبل إمکان فعلہ غیر بدل کالحج انتہی

پس صورت مذکورہ میں مرض مستمر رہا یہاں تک انتقال ہوگیا اگر زمانہ غیر مرض کا ملتا پھر انتقال ہوتا تو اس صورت پر قضا لازم آتی لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ ولی لوگ روزہ رکھ دیں یا ہر روزہ کے بدلہ کھانا کھلاویں نصف صاع جس کا اندازہ سواسیر سے کچھ قدرے زیادہ ہوتا ہے چاول یا آٹا وغیرہ اس کے لوازمات کے ساتھ ادا کریں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من مات وعلیہ صوم صام عنہ ولیہ رواہ البخاری ومسلم وسئلت عائشة عن القضاء؟ فقالت: لا بل یطعم رواہ سعید باسند جید بخاري کتاب الصوم

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب الصیام

صفحہ نمبر 140

محدث فتویٰ